مولانا حبیب اللہ شاہ بنوری

حضرة العلّامة البنوري رحمہ اللہ تعالیٰ

سمجھ سکو تو ضرورت نہیں سنانے کی
کہ دل کا خون ہے سرخی مرے فسانے کی

حضرت مرحوم کی داستانِ مفارقت... نہ تو سننے کی برداشت، نہ پڑھنے کی تاب و طاقت، نہ ہی لکھنے کی قدرت، **بلغت القلوب الحناجر**، بعض المناک حوادث کا تذکرہ بجائے خود ایک المیہ ہوتا ہے، اربابِ محفل کو...... معلوم تو سب ہی کو سب کچھ ہے، مرحوم کے محاسن وکمالات بیان کرنے کی مزید ضرورت بھی کیا ہے۔

میری مشاطگی کی کیا ضرورت حسن معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی

البتہ یادِ رفتگاں وتذکرۂ بزرگاں کسی قدر سکونِ قلب کا باعث اور ایک فرض شناسی بھی ہے۔

حکایت از قدآں یارِ دل نواز کنیم
بایں فسانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

اس لئے اس کم مائیگی اور بے بضاعتی کے ساتھ چند معروضات پیشِ خدمت ہیں:

ان هذه تذكرة فمن شآء ذكره

دنیا میں کچھ اسلاف اوران کے واقعات کچھ ایسے بھی ہیں جو انسانی تاریخ پر گہرے نقوش وعمیق اثرات چھوڑ گئے ہیں، اس نوع کے واقعات میں سے قدوۃ المفسرین، امام المحدثین، زبدۃ العارفین، سید السند، حضرت العلامہ سید محمد یوسف البنوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرتِ آیات کا عظیم واقعہ بھی ہے، جس کا سانحہ اس قدر شاق وسنگین ہے کہ اپنی نوعیت میں صرف ایک نہیں بلکہ اس کے ضمن میں صدہا سانحات مضمر ہیں۔

مصائب شتّٰی جمعت فی مصيبة، ایام زندگی کو تلخ وتاریخ کرنے والے مصائب:

صبت علی مصائب لوانها

صبت علی الایام صرن لیالیا

ایسے واقعات وحوادث سے زمانہ اور زمانیات کا رنگ وکیفیت یقیناً بدل جاتی ہے' اس دورِ زندگی میں حوادث وصدمات بکثرت دیکھنے، سننے میں آئے، لیکن اس وقت حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پرملال کے حادثہ سے جو صدمہ لاحق ہے' وہ محض انفرادی صدمہ نہیں، جس سے ایک فرد یا ایک کنبہ یا ایک گروہ یا ایک خطہ یا صرف ہمارا ملک پاکستان غمزدہ ہو، بلکہ یہ ایک ایسا عالمگیر صدمہ ہے جس سے بلادِ عرب وعجم میں ہر مکتبِ فکر کے مسلمانوں کے دل غمگین ہیں اور ذہن پریشان ہیں۔ بے شک حضرت مرحوم کی اس اچانک مفارقت سے بے شمار متعلقین ومنتسبین کے دل مجروح ہوں گے' لیکن جن خدام نے آپ کے ہاتھوں ہر طرح کی تربیت پائی ہو، اور آپ کو قریب سے دیکھا ہو' ان کا تأثر وتألم اور قلبی کیفیت ضرور دیگر نوعیت کی ہوگی۔

حضرت مرحوم نے تقریباً پون صدی کے مرحلہ پر داعیٔ اجل کو لبیک کہا' اگر ہم اپنی چاہت وہوس کے انداز سے دیکھیں تو اگر حضرت مرحوم کو دنیا میں اس قدر زندگی اور بھی، یا اس سے بھی کہیں زیادہ ملتی تو پھر بھی ہم اپنے خیال کے اعتبار سے ناکافی جانتے' لیکن آخر وبالآخر!...... قضاء وقدر کی حکمتِ بالغہ ومصلحت غامضہ کے تقاضوں پر "اجمالاً سہی" یقین واعتقاد لازم ہے' بقاودوام مخلوق کا حق نہیں، خالقِ کائنات کا حق ہے:

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی!

مردہ را جانے تو بخشی زندہ را بے جاں کنی

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

حضرت مرحوم کی یہی چند سالہ بابرکت زندگی جو طلبِ مال وحصولِ جاہ میں نہیں، بلکہ نیکیوں، علمی مساعی، اور اسلام کے تعمیری کاموں میں صرف ہوئی، صدہا سال کے برابر ہے۔ اسی محدود ومعدود زندگی میں آپ کے ہاتھوں وہ کارنامہائے نمایاں انجام پائے جو دوسروں کے لئے سالہا سال میں بھی انجام دینا ناممکن تھا۔

طویل زندگی عبارت، بابرکت زندگی سے ہے۔ یعنی طوالتِ زندگی کا ایک معنی یہ بھی ہے جس میں انسان اپنی مراد ومنزلِ مقصود تک پہنچ جائے اور سالوں کا کام مہینوں میں، مہینوں کا کام ہفتوں میں، ہفتوں کا کام دنوں میں اور دنوں کا کام لمحات میں انجام پاسکے اور کام مقصدِ دین ومذہب کے ہوں۔

بہرحال یوسف مرحوم نفس مطمئنہ، راضیہ، مرضیہ لے کر بارگاہِ حق میں پیش ہوئے اور عباد مقربین وصالحین میں اپنا مقام بنایا۔

یاایتھا النفس المطمئنۃ' ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ' فادخلی فی

عبادی وادخلی جنتی

اربابِ تقدس تو دنیا سے کوچ کرتے ہیں، لیکن اس کے مآثر دنیا میں مداماً ناپائیدار رہتے ہیں۔ یہی مآثر ''باقیات الصالحات'' ہوتے ہیں، صفحہ ہستی اور منصۂ وجود پر ان ہی باقیات سے رفتگاں کی یاد باقی اور زندہ رہتی ہے، گویا وہ خود زندہ ہیں۔

اللہ کی راہ میں پیالۂ موت نوش کرنے والے بندے عنداللہ شہداء کا درجہ پاتے ہیں، ان کو منجانب اللہ دنیا کی اس کمزور و ناقص زندگی کے عوض ایسی دائمی اور طاقتور زندگی عطا کی جاتی ہے کہ قرآنی ارشاد کے بموجب ان کو مردے کہا ہی نہیں جاسکتا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق!
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

آثار و باقیات

علم

بلاشبہ حضرت مرحوم علمی شغف رکھنے والے اور اس میدان میں سبقت لے جانے والے اقران میں فائق تھے، محققانہ انداز میں گھنٹوں تک مطالعہ اور کتب بینی میں مکب و منہمک رہتے تھے، فنون درس نظامیہ میں ملکہ و مہارت، خصوصاً تفسیر و حدیث، فقہ اور ادب عربی (نثر نظم) کی حذاقت میں اپنی مثال خود تھے۔ اعلیٰ اساتذہ، عمدہ اور جید مدرسین کی صف میں شمار ہوتے تھے، کثرتِ معلومات استحضار اور وسعتِ نظری کے اعتبار سے ایک علمی خزانہ کی حیثیت رکھتے تھے، معقول و منقول پر یکساں عبور حاصل تھا، کسی کتاب کے بھی شوق و طلب میں دور دور کا سفر کرتے تھے اور قیمتاً بھی حاصل کرنے کے شائق تھے۔

تصنیف و تالیف سے خاص مناسبت کے مالک تھے، آپ کے مکتوبات، تحریرات، مقدمات و اداریئے اس بات کی زندہ شہادت ہیں، آپ کی تصانیف ''بغیة الاریب'' یتیمة البیان فی علوم القرآن، نفحة العنبر ...... بالاخص آپ کی تالیف ''معارف السنن'' تقریباً تین ہزار صفحات پر مشتمل چھ جلدوں تک چھپی ہوئی کتاب جو معارف و حکم کا ایک بیش بہا خزانہ ہے، اور حضرت الشیخ الانور رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کا ایک انعکاسی مجموعہ اور قوتِ استدلال و اسلوبِ بیان میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ بیان کا آئینہ دار ہے۔ یہ تمام حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کی علمی یادگار ہیں۔

محنت و سفر کے علاوہ علم کے آداب سے اساتذہ کی رضاجوئی و خدمت گزاری اور خاص کر ذہانت و حافظہ

بھی اہمیت رکھتا ہے، اول الذکر وصف تو آپ کے مسلمات ومشہورات میں سے تھا، بقیہ دو وصفوں کے متعلق دیوبند میں بعض اساتذہ کی زبانی شہادت ہے کہ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری کی ذہانت وحافظہ غضب کا ہے، اساتذہ کی یہ شہادت آج سے کئی برس قبل کی ہے، جس زمانہ میں حضرت بنوری مرحوم جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں استاذ تھے۔

عمل

حضرت مرحوم جس طرح علمی فضا کے عقاب تھے، اسی طرح عملی میدان میں ایک تازہ دم شہسوار تھے۔ جامعہ اسلامیہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی کی پُرشکوہ، حسین وجاذب نظر عمارت آپ کی عملی یادگار ہے۔

كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فی السمآء.

جو پاکستان میں دینیہ، مذہبیہ یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا ہے اور جامع مسجد نیوٹاؤن کے فلک بوس میناروں سے ان کے علوم کی ضیاء پاشی ہورہی ہے، جس میں ابتدائی مکمل اور جامع نصاب کے علاوہ (۱) دورۂ حدیث (بی اے کے مماثل) (۲) تخصص (ایم اے کے مماثل) (۳) تخصصات (پی ایچ ڈی، ڈاکٹریٹ کے مماثل) درجات کی تعلیم جاری ہے۔

طرزِ تعلیم وطریقۂ تدریس ایسا عجیب ونادر وضع کیا گیا ہے جس سے پاک وہند، عرب، افریقہ، یورپ ہر ملک وہر زبان کے طلباء برابر کا استفادہ کرتے ہیں۔

جامعہ اسلامیہ کراچی میں پاک وہند کے علاوہ عرب، افریقہ، لندن، فرانس، نائیجیریا وغیرہ دنیا کے دور دراز مختلف ستائیس ممالک کے سینکڑوں طلباءِ علمِ دین منظّم طریق پر تعلیم وتربیت پاتے ہیں اور سینکڑوں فضلاء اس چشمۂ علم سے سیراب ہوکر دستار وسندِ فضیلت کے ساتھ دنیا کے گوشہ گوشہ میں درس وتدریس، افتاء وتبلیغ کے فرائض انجام دینے اور تشنگانِ دین ومذہب کو سیراب کرنے اور رہنمائی میں مصروف ہیں۔

ملک وبیرون ملک کے مستند ونامور فضلاء اساتذہ کی بڑی جماعت تدریس وافتاء، تصنیف وتالیف واشاعت وغیرہ مختلف شعبہ جات کی نگرانی کرتی ہے، تئیس سال کی اس قدر قلیل وناکافی مدت میں اس قدر عظیم الشان علمی کارخانہ پیدا کرنا تعجب خیز ہے۔ غور کیا جائے تو یہ کارنامہ قوتِ باطنی اور روحانی آثار میں سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”میں نے اس مدرسہ کی تعمیر کے لئے بارگاہِ حق میں دعا کی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔“ حضرت مرحوم نے جامعہ اسلامیہ کے اہتمام وآبیاری اور خدمت علم ودین کی خاطر اپنے وطن مالوف ”پشاور شہر“ کی سکونت پر کراچی میں مستقل قیام وسکونت کو ترجیح دی تھی، جس میں شان للّٰہیت ظاہر ہے۔

علماء کے فضائل کا اعتراف اور اکابر کا احترام

حضرت مرحوم اربابِ علم وکمال کے فضائل کے اعتراف اور اکابر کے احترام وتعظیم میں منفرد و بے نظیر شخصیت تھے، بہتیرے اربابِ ہمت یہ صفت وفضیلت نہ اپنا سکے، عرب وعجم کے اسلاف واکابر، امام ائمۃ الحدیث، حضرت العلامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، امام المحدثین، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، قدوۃ الاکابر حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، امام المفسرین و المتکلمین حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت الاقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، سید السادات حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المشائخ حضرت العلامہ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الفضیلت حضرت علامہ محمد زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الشیوخ مولانا شفیع الدین مکی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) شیخ المحدثین حضرت مولانا میاں سید اصغر حسین حسینی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم اکابر کی توجہات وعنایات خصوصی نے حضرت بنوری مرحوم ومغفور کو اربابِ فضل وکمال کی صف میں شامل کیا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم۔

حجۃ اللہ حضرت شیخ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی معیت وخدمت وتلمذ اور توجہ خاص ونگاہ کرم نے حضرت بنوری مرحوم کو (اپنے شیخ واستاذ کی) علمی جانشینی عطا کی تھی۔

ذالک، فضل اللّٰہ یؤتیه من یشآء.

حضرت الاستاذ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراف ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے صحیح حامل ہیں، ہر لحاظ سے معتبر شہادت ہے۔

سلاسلِ علمیہ کے علاوہ ملک وقوم کی قیادت وخدمتِ دین

حضرت بنوری مرحوم، دینی، دنیاوی، مذہبی، سیاسی امور، عصری تقاضوں اور وقتی دواعی میں کامل، بصیرت ومکمل صلاحیت کے مالک تھے، جمعیۃ العلمائے سرحد کی صدارت، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کی صدارت، مجلس علمی ڈابھیل کی صدارت، مجلس علمی دمشق کی رکنیت، مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ کی رکنیت، رابطہ عالم اسلامیہ مکہ مکرمہ کی رکنیت، وفاق المدارس پاکستان کی صدارت، مجلس ختم نبوت کی سرپرستی، قادیانیت کے خلاف متحدہ مجلس عمل کی صدارت، فتنہ پرویزیہ کے خلاف تقریری وتحریری جہاد، فرقہ مردودیہ، قادیانیہ مرزائیہ کاذبہ، دجالیہ کو قانوناً غیر مسلم اقلیہ قرار دینے کی جرأت مندانہ وعارفانہ قیادت۔

ہر دور میں اس کے تقاضوں کے مطابق شدید علالت ومصروفیات کے ساتھ دین ومذہب کی خاطر مشرق وسطیٰ، جنوبی افریقہ، لندن وغیرہ بیرونی ممالک کے طویل ودشوار گزار دورے مرحوم کے علو ہمت وعلو مرتبت کی نشانی ہے۔

مرض الموت میں ''اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد'' کی رکنیت کے فرائض محض دینی ومذہبی نظریہ کے تحت انجام دینا ایک قابلِ تقلید مثال وناقابلِ انکار حقیقت اور ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے۔

ہر دور میں صعوبتوں اور آزمائشی ذمہ داریوں کا متوجہ ہونا حضرت مرحوم کی مقبولیت اور ان کی انجام دہی محض تائیدِ غیبی کی علامت ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جفاکشی، فروتنی، عزت وشرافتِ نفس

حضرت مرحوم کی زندگی کا بیشتر حصہ زمین وفرش پر نشست وبرخاست میں گزرا، یہ حال مرحوم ومغفور کے قریبی تعلق داروں اور جامعہ اسلامیہ کراچی کے آغازِ تعمیر واہتمام کی تاریخ سے بخوبی دریافت ہوسکتا ہے، فروتنی نے آپ کو بلند مرتبہ اور فوقیت دی، عزتِ نفس نے معزز کیا اور شرافتِ نفس نے شرفاء کا جلیس وہمنشین بنایا، کبھی بھی اپنی ذات کو فائق وبالاتر جان کر ترجیح نہیں دی، نہ قول سے نہ ہی کسی فعل وعمل سے۔

یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ.

قناعت واستقامت

آپ کی ابتدائی زندگی کے ایسے موڑ پر جب کہ بظاہر کوئی معقول ذریعہ معاش نہ تھا، علمی وتصنیفی مشاغل، مہمانوں کی کثرت، بھاری مصارف کے باوجود نہایت ہی صبر وقناعت سے وقت گزارا، جو کچھ بھی مناسب حال ذرائع سے میسر آتا، قناعت فرماتے، کبھی حالات کا شکوہ نہ کیا، نہ ہی استقامت میں فرق آیا۔ نہ ''الحاف'' کی زندگی بسر کی۔ بایں ہمہ بڑی قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ اللہ اکبر۔

ایقان وتوکل

مایۂ ایقان وتوکل سے حضرت مرحوم کو مستقل مزاجی، ثابت قدمی، غناء واستغناء کے وصف میں قابلِ رشک مقام حاصل تھا، آپ نے اپنے مدرسہ سے باوجود مستحق ہونے کے اتقاءً اپنی تنخواہ ترک کردی تھی۔ بیش بہا

کتب کا ذخیرہ اور اپنا علمی سرمایہ مدرسہ کے دارالکتب، دارالتصنیف والتالیف میں شامل کر دیا تھا' زکوٰۃ کی رقوم صرف طلبہ کے لئے قبول فرماتے تھے' اس کے علاوہ مدرسہ میں زکوٰۃ کا کوئی مصرف نہ تھا' آپ کے مزاج میں نہ حرص تھی، نہ بخل، نہ اسرف، نہ کسی قسم کی بے اعتدالی۔

والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قوامًا۔

زہد وتقویٰ

آغازِ زندگی کیا' بلکہ طبعًا وفطرتاً آپ تقوے دار وحق شناس تھے' نامساعد وناموافق مجالس ومحافل سے آپ مجتنب ومحترز تھے، شب خیزی میں بڑے باہمت وموفق تھے۔ تہجد گزاری اور تلاوتِ قرآن، بزرگوں کی خدمت ومجلس میں حاضر ہونا آپ کا معمول تھا۔ تلاوتِ قرآن میں طرزِ ادا، سوز وگداز، جذب واستغراق دائرۂ بیان سے بیروں ہے، کئی برس سے آپ کا معمول تھا کہ حج وعمرہ کے لئے ہر سال سفر کر کے اوقات عزیز کا ایک حصہ حرمین شریفین میں گزارتے، اکثر وبیشتر رمضان مبارک میں وہاں اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے تھے۔

مکارمِ اخلاق

اخلاقِ ظاہری آپ کی سیرتِ باطنی کا ترجمان تھا۔ وسعت اخلاقی نے آپ کو عند الناس مقبول اور آپ کے دائرۂ مقبولیت کو وسیع بنایا تھا اور پاکیزگی' کردار نے آپ کو عنداللہ وجیہہ بنایا تھا۔ ہمیشہ دیکھنے میں آیا کہ باوجود علالت طبعی اور مصروفیات کے ہر ملنے والے ملاقاتی سے ایسے خلوص وکشادہ پیشانی سے ملتے کہ ملاقاتی خود اطمینان ومودت، سرور وفرح محسوس کرتا تھا اور یہ کہ آپ کا مخلصانہ تعلق میرے اور میرے ساتھ ہے' واقعی اس قدر نباہنا حقیقتاً ایک بڑے سربراہ کا منصب ہے۔

اعزاء واقارب سے حسنِ سلوک

اس وصف میں مرحوم یکتائے روزگار تھے' شادی میں شریک ہونے اور اظہارِ ہمدردی میں قابلِ تقلید مثال تھے۔ کان باراً بھم۔

فراست ودانائی

یہ وصف آپ کا موروثی تھا' سربراہ مملکت پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی رائے۔

''مولانا بنوری کے مشورے اور ان کی آراء ہمارے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔''

مرحوم کی فراست وکیاست کا شاہدِ عدل ہے۔

نظافت ونفاست اور سلیقہ

نظافت ونفاست پسندی میں اللہ تعالیٰ نے خاص ذوق وملکہ عطاء کیا تھا' آپ کا ماحول، تہذیب وکردار اور سلیقہ مندی کی سبق آموزی میں ایک مستقل درسگاہ کی حیثیت رکھتا تھا' آپ کی خدمت میں رہ کر غیر مہذب انسان' مہذب اور غیر دانشمند' دانشمند بن جاتا تھا۔

گفتار

حضرت مرحوم کی گفتار میں ساحرانہ حلاوت وفصاحت، حق گوئی وحق جوئی تھی' کسی مجلس میں بھی آپ کی لب کشائی، عقدہ کشائی اور حق نما، نتیجہ خیز وسبق آموز وعبرت آمیز ہوتی تھی۔

رفتار: جوانمردانہ ومتہورانہ۔

تقریر: پرمغز، مثمر ومعنی خیز۔

تحریر: نظافت ونفاست وعمدگی میں خطاطی کا نمونہ۔

مضمون: مضمون میں سلاست وجامعیت، ربط، ضبط، استحصاء وتسلسل کے اوصاف تھے۔

تنقید: شاہین کی طرح جرأت مندانہ ومحققانہ:

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی

حلم وحیاء، جود وسخا

حضرت بنوری مرحوم اپنی ان خصوصیات میں اس شعر کے مضمون کے مصداق تھے:

فتی غیر محجوب الغنی عن صدیقه
ولا مظهر الشکویٰ اذا النعل زلت

آپ دولت مند وسرمایہ دار نہ تھے، لیکن ممسک بھی نہ تھے' جود وسخا آپ کی خاندانی عادت تھی۔ ناداروں کی دستگیری وعنایت آپ کی خصلت تھی:

ولم یک اکثر الفتیان مالاً
ولکن کان ارحبهم زراعاً

نجابت وسعات، شرافت ووجاہت

کانت النجابة والسعادة منيرة فى حبينه كالصبح المبنئى والضوء

الدامع، ''سیماھم فی وجوھھم''

اس پیکرحسن و جمال ظاہری اور مجسمۂ کمال ومحاسن باطنیہ کی یاد میں، جس کے آگے اربابِ کمال و اصحابِ شرافت ووجاہت کی آنکھیں ذوقِ حیاء سے جھک جاتی تھیں' کیا عرض کیا جائے' گویا کہ ابن الفزاری نے اپنے اس شعر کے اندر ہمارا ہاتھ بٹایا ہے:

کان الثریا علّقت فی جبینہ

وفی خدہ الشعریٰ وفی وجھہ القمر

فطری خواص کا اجمالی جائزہ

حضرت بنوری مرحوم جود وسخا میں حاتم وقت، ایفائے عہد اور امانت میں سموئل کے مانند غیور، حلم وحیاء میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وارث، مہمان نوازی میں شان ابراہیمؑ، صبر واستقامت میں اخوایوبؑ، سیرت باطنی میں حضرت یحییٰؑ کے مثیل، حسن وجمال اور وجاہت میں یوسف ثانی تھے۔

آپ گوناگوں تکالیف اٹھا کر آئندہ نسلوں کے لئے قابلِ اقتداء راہ ورسم چھوڑ گئے:

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

بلاشبہ جادۂ حق پر ثابت قدم علماء اور راسخین فی العلم کی موت عالم کی روحانی موت ہوتی ہے۔ موت العالم موت العالم۔ اس کے بعد شاید ہی ایسی جامع شخصیت اور مایہ ناز فرزند ملک وقوم میں متولد ہو' جو نہ صرف خاندانِ سادات نبویہ کا نہ ہی پاکستان وافغانستان کا نہ خاص ہند وافریقہ کا نہ محض عرب یا عجم کا' بلکہ عالمِ اسلام کا چشم وچراغ اور نوربصیرت ہو:

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حضرت بنوری مرحوم کی وفات حسرت آیات سے باغ وبہار علم اجڑ گیا، لالہ زار وچمنستان ذوق ادب مرجھا گیا، مجلس بے رونق اور محفل پر گہری سکوت وپژمردگی طاری ہوگئی' ہماری روشنی تاریکی سے بدل گئی۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم، حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل، اللھم، اغفرہ وارحمہ، آمین. کان رحمہ اللّٰہ فاقد المثل والنظیر مارأیت فی الناس مثلہ شابا ولا شیخنا جامعا للفضائل الحمیدۃ وحافلا للمحامد العدیدۃ. کان رجلا کریما، بارًا، وجیھًا، حلیمًا،

خاشعًا، متضرعًا، متواضعًا متقیًا، متقنًا، عالمًا، عاملاً، کان ذا خلق حسن و سیرة طیبة وبصیرة تامة کاملةٍ رحمة اللّٰہ علیہ رحمة واسعة.

مضت الدھور وما اتین بمثلہ
ولقد اتی فعجزن عن نظرائہ

علاوہ ازیں حضرت مرحوم کے بہتیرے خصائل وشمائل اور کئی مناقب قابلِ تفصیل وتشنہ بیان ہیں، وقت کا شدید تقاضا ہے کہ ہر مکتبِ فکر کے علماء وزعماء یک جان ویک زبان ہوکر ایک اجماعی واجتماعی قوت سے، حضرت بنوری مرحوم ومغفور کے عزائم کی تکمیل کے لئے اسلامی سفارشات اور اسلامی قوانین کی ترتیب وتدوین اور تنفیذ میں اسلامی نظریاتی کونسل کا مخلصانہ وعارفانہ تعاون کریں کہ جلد از جلد ''نظام مصطفیٰ'' علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسودہ کی مکمل منظوری عمل میں آئے، اور مسلمانوں کو غیر شرعی قانون سے نجات حاصل ہوکر صلاح وفلاح کی زندگی نصیب ہو، اور صحیح جمہوریت قائم ہو، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو جنت الماویٰ۔ متوسلین کو اتباع، اعزاء کو صبر جمیل واجر جزیل نصیب فرمائے۔ آمین۔

مخدوم گرامی! (مرحوم ومغفور)

نذر اشک بے قرار از من پذیر
گریہ بے اختیار از من پذیر

بردالله مضجعک ونورالله ضریحک. آمین.

> ''ملاحدہ نے آج میدان کو خالی دیکھ کر فضاء کو ساز گار سمجھ کر وہ شگوفے کھلانے شروع کردیئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ''تحریف دین کا نام'' ''تحقیق اسلام'' ہے۔ اور ''الحاد فی الدین'' کا نام ''اظہار حقیقت ہے'' حقائق دین کو اس طرح پامال ہوتا دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے۔ کیا، کیا جائے۔ ''ازماست کہ برماست'' اسلام کی غربت وبے چارگی کا یہ دور انتہائی حسرتناک بھی ہے اور عبرتناک بھی۔''
> (بصائر وعبر، رجب المرجب ۱۳۸۸ھ)